۹۹- جادو ناتھ سرکار ۔ ہسٹری آف اورنگ زیبؒ ۔ کراچی ، ساوتھ ایشین پبلشرز ، ۱۹۸۱ء ، ص ۲۶۳ ۔
۱۰۰- مقامات مولوی محمد شفیع ۔ محولہ بالا ، ص ۸۴ ۔
۱۰۱- محمد بختاور خان ۔ محولہ بالا ، ص ۳۹۰ ۔
۱۰۲- محمد ساقی مستعد خان ۔ مآثر عالمگیری ترجمہ محمد فدا علی طالب ۔ کراچی ، نفیس اکیڈیمی ، ۱۹۶۷ء ، ص ۴۲۴ ۔
۱۰۳- ایضاً ، ص ۳۱۰ ۔
۱۰۴- ایضاً ، ص ۳۹۶ ، ۳۹۷ ۔
۱۰۵- سریندر ناتھ ناتھ ۔ محولہ بالا ، ص ۱۱۱ ۔
۱۰۶- بمل کمار دت ۔ محولہ بالا ، ص ۴۷ ۔
۱۰۷- محمد ساقی مستعد خان ۔ محولہ بالا ، ص ۴۲۰ ۔
۱۰۸- مقالات مولوی محمد شفیع ۔ محولہ بالا ، ص ۶۸ ، ۶۹ ۔
۱۰۹- ایضاً ، ص ۲۴۳ ۔
۱۱۰- الحاج محمد زبیر اسلامی کتب خانے ۔ کراچی ، ایچ ۔ ایم سعید کمپنی ، ۱۹۷۸ء ، ص ۲۱۷ ۔
۱۱۱-
۱۱۲- بمل کمار دت ۔ محولہ بالا ، ص ۴۷ ۔
۱۱۳- مآثر عالمگیری ۔ محولہ بالا ، ص ۴۲۸ ۔
۱۱۴- غلام حسین طباطبائی ۔ سیر المتاخرین زوال سلطنت مغلیہ ترجمہ یونس احمد کراچی ، نفیس اکیڈیمی ، ۱۹۶۸ء ، ص ۲۸ ۔
۱۱۵- محمد حفیظ اللہ پھلواری ۔ ''اورنگ زیب عالمگیرؒ کے جانشینوں کا علمی ذوق'' العلم ۔ کراچی، اکیڈیمی آف ایجوکیشنل ریسرچ آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس ، ۱۹۷۰ء ، جلد ۱۶ ، شمارہ ۲ ، ص ۲۴ ۔
۱۱۶- مبارک اللہ واضح ۔ تاریخ ارادت خان لاہور ، ادارہ تحقیقات پاکستان دانشگاہ پنجاب ، ۱۹۷۱ء ، ص
۱۱۷- نریندرناتھ لا ۔ محولہ بالا، ص ۲۰۸- بحوالہ مرات احمد، ج ۱، ص ۳۱۰-
۱۱۸- ایضاً ، ص ۲۱۲ ۔
۱۱۹- فقیر خیر الدین محمد ۔ عبرت نامہ مترجمہ ایلیٹ ، جلد ششم ، ص ۲۴۹ ۔
۱۲۰- رئیس احمد جعفری ۔ بہادر شاہ ظفر اور ان کا عہد ۔ لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز ، ۱۹۶۹ء ، ص ۶۵ ۔
۱۲۱- خطبات گارساں دتاسی حصہ اول ۔ کراچی ، انجمن ترقی اردو پاکستان ، ۱۹۷۹ء ، ص ۳۸۵ ۔
۱۲۲- محمد حفیظ اللہ پھلواری ۔ اورنگ زیب عالمگیر کے جانشینوں کا علمی ذوق ۔ محولہ بالا ، ص ۳۷ ۔

ڈاکٹر یوسف بخاری*

کشمیر کے ابتدائی لوگ اور ان کی زبان

کشمیر دنیا بھر کے صناع قدرت کا ایک عدیم المثال نمونہ ہے - مناظر قدرت برف پوش پہاڑوں کا سلسلہ ، آبشاریں ، بل کھاتے ہوئے ندی نالے ، میٹھے پانی کے چشمے ، خوبصورت جھیلیں ، قدم قدم پر سدا بہار باغ اور جنگل ، دلکش اور دلفریب چراگاہیں ، لہلہاتے کھیت ، زعفران زار اور مرغزار - ان سب چیزوں نے دنیا کے ہر پاکیزہ وجود کے شعور کو اپنی طرف راغب کیا ہے - یہی وجوہ ہیں جن کی بنا پر دنیا والے اسے اللہ کی طرف سے زمین پر بھیجی ہوئی جنت سے منسوب کرتے ہیں - اس کے بارے میں کہا گیا ہے :

اگر فردوس بر روئے زمین است
همیں است و همیں است وهمیں است

فیضی نے کہا ہے :

بہ حیرتم کہ چہ آثار قدرت ازلی است
بهر نظارہ بناز و نظر بہ صنع قدیر

اقبال نے کہا ہے :

تنم گل زخیابان جنت کشمیر
دل از حریم حجاز و نواز شیراز است

آج تک اس خطے کی تعریف میں بہت کچھ لکھا گیا ہے - لیکن اس کا سب سے اہم پہلو جو تاریخ اور لسانیات سے متعلق تھا - غیر اہم سمجھ کر نظر انداز کر دیا گیا -

کشمیر میں مختلف نسلی گروہوں کی تاریخ اور ان کی زبان سے متعلق اگر کوئی سعی کی بھی گئی تو وہ مؤرخانہ یا محققانہ کم تھی اور شاعرانہ زیادہ -

کشمیر کے ابتدائی لوگ کون تھے ؟ کشمیر کی جغرافیائی اور تہذیبی اہمیت کیا ہے ؟ یہاں کی تجارت ، ثقافت اور معاشرت پر بیرونی ممالک کے کیا اثرات رہے - اس خطے کی سرحدیں کس کس ملک سے ملتی ہیں اور کشمیر کے قدیم ادوار کے بارے میں ہماری معلومات کیا ہیں - یہ سبھی باتیں ایسی ہیں جن کو نظر انداز

---

*انچارج شعبہ کشمیری ، یونیورسٹی اوریئنٹل کالج پنجاب یونیورسٹی ، لاہور -

نہیں کیا جا سکتا ۔

ریاست جموں و کشمیر کا انتظامی ڈھانچہ مندرجہ ذیل صوبوں پر مشتمل ہے :

(۱) صوبہ کشمیر	(۲) صوبہ جموں
(۳) صوبہ گلگت	(۴) صوبہ لداخ

صوبہ کشمیر جس سے ہمارے مقالے کا بیشتر تعلق ہے ، چار اضلاع پر مشتمل ہے :

(۱) ضلع مظفر آباد	(۲) ضلع بارہ مولہ
(۳) ضلع سری نگر	(۴) ضلع اسلام آباد

جموں اور کشمیر کا کل رقبہ ۸۴۴۷۱ مربع میل ہے جب کہ صوبہ کشمیر کا رقبہ صرف ۸۵۳۹ مربع میل ہے ۔ ریاست جموں کشمیر کا حدود اربعہ و محل وقوع اس طرح ہے :

مشرق میں	چینی تبت
مغرب میں	پاکستان
شمال میں	روس اور چین
جنوب میں	پاکستان اور بھارت

شمال میں افغانستان کے ساتھ بھی ریاست جموں و کشمیر کی سرحدیں ملتی ہیں ۔ مگر شمال مغرب میں دشوار ترین پہاڑ راستے میں حائل ہیں ۔

کشمیر میں پہلی انسانی آبادی اور اس کے ارتقا کے بارے میں چند باتیں یقینی ہیں ۔ اول یہ کہ باوجودیکہ کشمیر کے چاروں طرف تہذیب یافتہ ممالک روس اور چین ، واقع ہیں اور ان ملکوں کے ساتھ کشمیر کی سرحدیں بھی ملتی ہیں ، پھر بھی کشمیر کے قدیم دور کا سراغ ہمیں پاکستان کی طرف سے ہی ملتا ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پہلی بستیاں قائم کرنے والے انسان پاکستان میں تہذیب کے تین ادوار گزارنے کے بعد کشمیر کے پہاڑی علاقوں تک پہنچے اوران پہاڑوں دروں میں دو مرحلے طے کرنے کے بعد ان قدیم کے ویرانی حصے تک پہنچے ہیں ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ کشمیر کے لوگوں کے بارے میں کوئی دلیل پیش کرنے سے قبل ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم بر صغیر کی قدیم آبادی یا باشندوں کے بارے میں کسی حتمی رائے کا تعین کریں ۔ اس کے بعد کشمیر کو جس کا تاریخی اعتبار سے بر صغیر کے ایک خاص علاقے پاکستان سے تعلق رہا ہے زیر بحث لائیں ۔

ہندوستان کے قدیم باشندوں کے بارے میں عام بلکہ متفقہ رائے یہی ہے کہ ہند میں پہلے ایگرائنڈ ، اس کے بعد پروٹو آسٹرائیڈ پھر آسٹرک آئے ۔ اس کے تھوڑے

ہی عرصے بعد یعنی ساڑھے تین ہزار سال قبل مسیح دراوڑی نسل کے لوگ ایشیائے کوچک سے ہند میں وارد ہوئے۔ یہ لوگ یعنی آسٹرک وغیرہ اور دراوڑ آپس میں مل گئے اور انھوں نے ایک تمدن کی بنیاد ڈالی اور جب آریہ آئے تو قدیم باشندے شمالی ہند کے میدانی علاقے خالی کر کے جنوب کی طرف چلے گئے۔ جو باقی ماندہ تھے ان میں نسلی اختلاط ہوا۔ چنانچہ جان بیمز رقم طراز ہے :

''آریوں سے قبل ہندوستان میں مختلف نسلوں کے لوگ آباد تھے جن میں افریقہ سے آئے ہوئے نیگرائیڈ، فلسطین سے پروٹو آسٹرائیڈ آئے۔ اس کے بعد آسٹرک آئے اور شمالی ہندوستان کے بعض حصوں میں آباد ہو گئے۔ یہ لوگ غالباً بحیرۂ روم کے علاقے سے آئے تھے اور انھوں نے عراق کے راستے یہ سفر طے کیا تھا۔ ان کی بولیاں بعض متمدن قبائل میں آج بھی پائی جاتی ہیں۔ بولنے والوں کی تعداد چالیس لاکھ ہے۔ اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد یعنی ساڑھے تین ہزار سال قبل مسیح دراوڑی نسل کے لوگ ہندوستان میں وارد ہوئے۔ یہ بھی بحیرۂ روم اور ایشیائے کوچک سے آئے تھے۔ ہندوستان میں آکر انھوں نے موہنجو داڑو (سندھ) اور ہڑپا (پنجاب) میں ایک زبردست تمدن کی بنیاد ڈالی۔ یہ لوگ شمالی ہندوستان میں آسٹرک سے مخلوط ہو گئے اور جب آریہ ہندوستان آئے تو دونوں نے ایک دوسرے کا اثر قبول کیا۔ منگول نسل کے جو لوگ یہاں تھے، ان کی یادگار آسام اور نیپال کی پہاڑی بولیاں ہیں۔''[1]

ہندو کی تہذیب کی بنیادیں کہاں سے پڑیں اور یہاں نیگرائڈ کی کون سی ابتدائی زبانیں تھیں؟ آخر اتنی قومیں یہاں آباد ہوئیں۔ نیگرائید آئے آسٹرک آئے، دراوڑ آئے۔ یہ ساری قومیں کہاں گئیں؟ اس سلسلے میں ہمیں فقط اتنا معلوم ہے کہ ہند میں آریوں سے قبل صرف دراوڑی ہی ایک ایسی نسل ہے جس کا نہ صرف لسانی ورثہ ایک خاندان السنہ کی حیثیت سے ہندوستان میں موجود ہے بلکہ ہند آریائی زبانوں پر اثرات کا سراغ بھی ہمیں اسی نسل سے ملتا ہے۔

جب ہم صوتی لحاظ سے سنسکرت کا تجزیہ کرتے ہیں جو آریاؤں کی زبان تھی تو اس میں اور دیگر آریائی زبانوں میں بہت فرق نظر آتا ہے۔ قدیم فارسی، یونانی اور لاطینی وغیرہ لثوی، حلقی و تالوی غنائیہ اور مدہم غنائیہ آوازوں سے یکسر عاری ہیں جب کہ سنسکرت کی صوتیات میں ان آوازوں کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔ ظاہر بات ہے کہ یہ صوتی عنصر آریائی گروہ کے ورثے سے تعلق نہیں رکھتا

۱۔ ''ہندوستانی لسانیات کا خاکہ''، از جان بیمز، ترجمہ مع حواشی و مقدمہ، سید احتشام حسین، ص ۲۹۔

بلکہ مقامی زبانوں سے مستعار ہے۔ ان میں سے لثوی اور حلقی دونوں قسم کی آوازیں دراوڑی گروہ کی خصوصیات سے تعلق رکھتی ہیں۔

آریاؤں سے قبل بولی جانے والی تمام زبانوں کو ڈاکٹر شوکت سبزواری نے تورانی زبان سے منسوب کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

''ہند و پاک کی زبانیں دو خاندانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ جنوبی ہند کی تلنگو، ملیالم، کنٹری اور تامل، دراوڑ گروہ میں شامل ہیں۔ کول، سنتھال، گوند، منڈل، منڈا گروہ کی ہیں۔ یہ سب تورانی خاندان سے ہیں۔ بقیہ زبانیں ہند ایرانی خاندان کی ہیں جو مل جل کر ہند آرائی گھرانے کی تشکیل کرتی ہیں۔''[۱]

مولانا سید سلیمان ندوی بھی زبانوں کی گروہ بندی اور نسل کے بارے میں تحریر کرتے ہیں :

''ہندوستان کی اصلی زبانیں تامل، تلنگو، کنٹری وغیرہ دراوڑی زبانیں ہیں۔ سنسکرت اور پرانی ہندی خود باہر کی زبانیں ہیں جن کا اس ملک سے چند ہزار برس سے زیادہ کا تعلق نہیں۔ . . آریہ جو زبان بولتے ہوئے اس ملک میں آئے معلوم نہیں وہ اس کو کب تک بولتے رہے۔ بہرحال اس میں میل ہوا اور اس سے اثر قبول کر کے ایک دوسری زبان کا خاکہ تیار ہوا جو ذرا ذرا سے فرق سے ہر صوبے میں الگ الگ ہو گئی۔''[۲]

آریوں کی آمد سے قبل دراوڑ پورے ہندوستان پر چھائے ہوئے تھے۔ آریوں نے ان سے جو بھی سلوک کیا ہو لیکن زبان کو کہاں بچا سکتے تھے۔ جان بیمز کی رائے س بارے میں ملاحظہ ہو :

"The Aryan race, drlving the Turanian into .he then almost impenetrable forests and hills of the south. Inspite of expulsion and oppression, however, there is reason to believe that a considerable number of Turanians remained still in the valley of Ganges ; and it is to the obstinacy with which they retained certain characteristics of their original speech."[۳]

آریہ کس قدر زور بازو رکھتے تھے۔ ان کی زبان کی حیثیت کتنی مسلمہ تھی۔

۱۔ ''اردو زبان کا ارتقا'' از ڈاکٹر شوکت سبزواری، ص ۴۲۔

۲۔ ''نقوش سلیمانی''، از سید سلیمان ندوی، ص ۳۴۷۔

۳۔ *An Outlines of Indian Phoneties.* By John Beams, London, 1963, p. 10

اس سے ہم انکار نہیں کر سکتے - جس طرح انسانوں میں ربط اور ملاپ سے یا متضاد یا نسلی اختلاط (Cross breeding) سے ایک تنوع پیدا ہوتا ہے ، یہی کیفیت بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ زبانوں کی ہوتی ہے - چنانچہ ماہر لسانیات سنیتی کمار چیٹر جی لکھتے ہیں :

"We have thus the primitive Negrito, probably the most ancient people to make India their home : them these were followed by Austric tribes from Indo-China, and these in their turn by the Dravadian tribes from the uorth east and the north came Tibeto Chines tribes. These were the main races which supplied the basic in the formation of the people of India and its culture."[1]

بہرحال جیسا کہ مندرجہ بالا سطور سے عیاں ہے ، دراوڑی اور آریائی تہذیب کے اختلاط سے اتنا ضرور ہوا کہ ضرورت کی چیزیں آریہ لوگوں نے اپنی زبان میں لیں اور اس کو فروغ دیا اور سات کروڑ لوگوں کی زبانیں جنہیں ہم تورانی یا دراوڑی کہیں گے یعنی جنوبی ہند کی تلینگو ، ملیالم ، گونڈ ، کنٹری ، تامل ، کول ، سنتھالی اور منڈل کو نظر انداز نہیں کر سکتے ، ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہند و پاک کی زبانیں دو خاندانوں کی زبانوں سے تعلق رکھتی ہیں - جن میں دراوڑی قدیم اور ہند آریائی زبانیں شامل ہیں - ایک تورانی خاندان کہلاتا ہے اور دوسرا آریائی -

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ کشمیر میں انسانی آبادی کا اولین سراغ اور تہذیب کے ابتدائی نقوش کا سراغ ہمیں پاکستان کی طرف سے ہی ملتا - اگرچہ موجودہ پاکستانی علاقوں کے ساتھ تہذیب یافتہ ممالک روس اور چین کی سرحدیں ملتی ہیں ، پھر بھی تہذیب کے قدیم دور کا سراغ ہمیں پاکستان کی طرف سے ہی ملتا ہے -

موجودہ پاکستانی علاقوں کے بارے میں ہمیں یہ معلوم ہے کہ یہاں ہند آریائی اور تورانی یا دراوڑی اور منڈا وغیرہ زبانیں موجود تھیں - اس کے برعکس کشمیر کی کیا حالت تھی ، یہاں کون سے قدیم لوگ آباد تھے ؟ ظاہر بات ہے اگر ہند کے قدیم آباد کار دراوڑ تھے جن میں نیگرائیڈ ، آسٹرک سب ہی لوگ آتے ہیں تو کشمیر میں بھی یہی لوگ آباد ہوئے ہوں گے ، یعنی یہی نیگرائیڈ ، آسٹرک وغیرہ - لیے پھر ہم دیکھتے ہیں کہ کشمیر کے قدیم لوگ کون تھے ؟ تاکہ ہم اس ملک کے آباد کار لوگوں کی آبادی کی قدامت کا تعین اور زبان کا تقرر بھی کر سکیں -

---

۱- *Indo Aryan and Hindi*, by Sunity Kumar Chatterji, p. 2

آریوں سے قبل کشمیر میں جو لوگ آباد تھے ان کے بارے میں ڈاکٹر شجاع ناموس لکھتے ہیں :

''آریوں کے اس سرزمین میں آنے سے پہلے اس تمام پہاڑی علاقے میں ایک قدیم قوم آباد تھی ۔ جس علاقے کی ہم بات کرتے ہیں اس کا حدود اربعہ شمال میں قراقرم ، مغرب میں ہندو کش ، جنوب میں ہمالیہ اور مشرق میں قراقرم کے سلسلۂ کوہ کی مغربی حد ۔ یہ قدیم لوگ خون کے لحاظ سے تورانی تھے ۔ ہن لوگوں سے ملتے جلتے تھے ۔''[1]

آگے چل کر جناب ڈاکٹر شجاع ناموس اپنے موقف کی وضاحت ایک جگہ اس طرح کرتے ہیں :

''جہاں تک میری تحقیق گام کر سکی ہے ان روایات سے ہم یہ نتائج نکال سکتے ہیں کہ گلگت کے صوبے میں جس کا مرکز وادیٔ گلگت ہے اور کشمیر کی وادی میں بہت قدیم زمانہ میں ایک ناگ قوم آباد تھی ۔ اس کا نام سنسکرت لٹریچر میں ناگ لکھا ہے ۔ یہ لوگ کوہستان قراقرم کے شمال سے آئے تھے ، نسل کے لحاظ سے یہ ہن تھے ۔ اور جو آریاشین گلگت وارد ہوئے ، وہ وادیٔ سندھ سے گئے اور جلکوٹ ، چلاس ، گلگت میں داخل ہوئے ۔ یہ قافلے بارھویں صدی قبل مسیح کے قریب صوبہ گلگت میں آئے ۔ قدیم ناگاؤں سے لڑائیاں کر کے ان کو میدان سے نکال کر پہاڑوں میں دھکیل دیا ۔ یہ لوگ کشمیر کے سنسکرت لٹریچر میں پساچہ کہلائے ۔ جو آریہ آٹھویں صدی قبل مسیح میں کشمیر میں آئے وہ دریائے جہلم کے ساتھ ساتھ اوپر کو چڑھے اور کشمیر کے خطے میں میں داخل ہوئے ۔ یہ مہذب تھے ۔ یہ اپنے آپ کو انسان اور پساچہ کو راکشس یا نیم مہذب سمجھتے تھے ۔ ان لوگوں کو کشمیر سے نکال دیا اور ان کا رسوخ صرف گلگلت کے علاقے تک محدود ہو گیا ۔''[2]

اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ قدیم لوگ جو کشمیر میں آباد تھے تورانی نسل سے تھے ۔ ان کا ملاپ پساچہ لوگوں سے ہوا ۔ یعنی قدیم آریوں نے جو یہاں بارھویں اور دسویں صدی قبل مسیح میں آباد تھے ان وحشی لوگوں کو مغلوب کیااور خود اپنے ساتھ جو آریائی زبان لائے تھے وہ ویدوں کی تحریر کی ایک شکل تھی ۔ یہاں کے قدیم باشندوں سے ان کا اختلاط ہوا ، شادیاں اور بیاہ ہوئے اس طرح ایک مرکب

۱۔ ''گلگت اور شنا زبان'' ، از ڈاکٹر شجاع ناموس ، ص ۱۰۹ ۔
۲۔ ایضاً ۔

زبان وجود میں آ گئی جسے ہم قدیم پساچہ کہیں گے ۔ اس زبان میں بعض عناصر قدیم تورانی زبان سے شامل ہوئے ۔ خاص طور پر کانسونٹ (Consonant) اور واول (Vowel) اور کچھ ذخیرۂ الفاظ بھی ، اور اس طرح جب آٹھویں صدی قبل مسیح میں برہمن آریہ مغربی پنجاب سے وارد کشمیر ہوئے تو جدید پساچہ زبان وجود میں ائی ۔ یہ زبان کون سی ہو گی ؟ اس کا فیصلہ اس وقت تک ہم نہیں کر سکتے جب تک کہ اس رائے کی توثیق نہ ہو ۔

برصغیر کے مشہور ماہر لسانیات سنیتی کمار چیٹر جی اس نظریے کی توثیق کرتے ہیں ۔ ہمیں تاریخ کے حوالوں سے بھی یہی پتا چلتا ہے کہ کشمیر کی تاریخ دانی میں ید طولی رکھتے ہیں ، لکھتے ہیں :

”اس لحاظ سے یہ امر فیصلہ شدہ ہے کہ کچھ لوگ یہاں برہمنوں سے پہلے آباد تھے جن کو کشپ رشی کی آباد کردہ کشمیر سے کوئی تعلق نہ تھا جو برتھ کتھا میں بھوننددن و سونندن گیتا میں سورج ورما اور نیلہ مت پوران میں دریا دیو اور دوسرے پورانوں میں وشوبگش پرتاپ بھالو وغیرہ سرداروں اور راجوں کا ذکر ہے ۔ تاریخ سے تو کچھ پتا نہیں چلتا البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ دریا دیو کے زمانے میں یہاں مستقل آبادی قائم ہو گئی تھی ۔“[۱]

محمد الدین فوق کے بیان کا مقصد بھی یہ ہے کہ قدیم لوگ یا ہند کے قدیم آباد کار ناگ قبیلے کے لوگ ہی تھے ۔ وہ تاریخ کے قیاسی نکتہ کو سامنے رکھتے ہوئے اس رائے پر گامزن ہیں کہ دریا دیو کے زمانے میں یہاں مستقل آبادی قائم تھی جس سے ہم یہی نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ لوگ ناگ قبیلہ کے لوگ ہی ہوں گے اور ان کے سوا کوئی قبیلہ نہیں ۔

بدھ مؤرخ تارا ناتھ اور بدھ شاستروں سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ قدیم کشمیر کے آباد کار ناگ لوگ ہی تھے جو تورانی نسل سے تعلق رکھتے تھے ۔ کئشیر کے مصنف جی ایم ڈی صوفی اس سلسلے میں لکھتے ہیں :

"The wide prevalance of Nagas worship before and even after after the Buddhist period indicates that the first settlers in the Kashmir valley must have been the people, known as Abrigines, who had spread over the whole of Iudia before the advent of the Aryans, nothing is known as to the stage of civilization when tuey entered in Kashmir."[۲]

۱۔ ”تاریخ اقوام کشمیر“ ، محمد الدین فوق ، ص ۱۶ ۔

۲۔ *Kasheer*, by G.M.D. Sufi, p. 15.

کاہن پنڈت ، محمد الدین فوق اور جی ایم ڈی صوفی کشمیری ثقافت اور تاریخ دانی میں عبور رکھنے والوں میں سے ہیں ۔ وہ سب ہی اس امر پر متفق ہیں کہ قدیم کشمیر کے آباد کار لوگ ''ناگ'' تھے اور اس کے علاوہ کیا وہ نیگرائیڈ تھے یا آسٹرک ، دراوڑ تھے یا پشاچ ؟ اس بات کا فیصلہ انھوں نے کیا ہے ۔ اس کی خاص وجہ تھی کہ ان کو قدیم تاریخ کا کوئی بین ثبوت حاصل نہیں ہوا ہے اور انھوں نے قیاس کو ہی تاریخی اساس بنا کر کشمیر میں انسانی بود و باش کا نقطہ آغاز بتایا ہے ۔ گارسین دتاسی کے مضمون سے بھی جو ''درخت اور سانپ کی پوجا'' سے موسوم ہے ، ہمیں پتہ چلتا ہے کہ قدیم کشمیر کے آباد کار لوگ تورانی نسل سے تھے اور سانپ کی پوجھا کرتے تھے ۔ برہمنوں کی آمد سے قبل پشاچ ، بھوٹا ، یکشا ، ڈاس نسل کے لوگوں نے اس علاقے کو آباد کیا تھا ۔

کشمیر میں آباد انسانی تاریخ کی مختصر سرگزشت مختلف تاریخ دانوں کے حوالوں سے ہم نے اوپر بیان کی ہے ۔ اب ہم ماہرین لسانیات کو لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ ان قدیم باشندوں کی اصلیت اور زبان کے بارے میں کیا کہتے ہیں ۔ ہماری زبانوں کے بارے میں جتنی بھی آرا ہیں ، ان تمام کی بنیاد جارج ابراہیم گریرسن کی ''لنگوسٹک سروے آف انڈیا'' کے حوالوں پر رکھی گئی ہے ، ہم بھی گریرسن رائے آپ کی سامنے پیش کرتے ہیں ، وہ لکھتے ہیں :

"Kashmir was originally inhabited by Nagas. Kasyapa wished them to introduce men, but the Nagas objected. Kasyapa them cursed them and ordered them to dwell with pisacas. The pisacas must have been hardly nothern, accustomed to cold."[1]

گریرسن بھی ناگ لوگوں کو ہی ابتدائی باشندے قرار دیتا ہے اور یہ ناگ لوگ وہی ہیں جن کو سنیتی کمار چیٹر جی نے نیگرائیڈ کہا ہے ۔

کشمیر کے ابتدائی باشندوں کی تاریخ وہی بنتی ہے جو ہند میں مقیم لوگوں کی ہے ۔ اس بات کی وضاحت اور دلالت سنیتی کمار چیٹر جی کے مندرجہ ذیل بیان سے بھی ہوتی ہے ۔ وہ لکھتے ہیں کہ قدیم ترین باشندے آسٹرک لوگوں کی زبان کے ماخذ ہمیں کشمیری زبان سے ملتے ہیں ۔ یہ قدیم لوگ بروشسکی زبان بولتے تھے ۔ وہ کہتے ہیں :

"One form of Austric may even have penerated info the north beyond Kashmir, into the tract forming the present day state

---

۱ ۔ *The Pisaca Languages of North-Western India,* by George Abraham Grierson, p. 2.

of Hunza-Nagar, where we hnd Brushaski, a speech without any relation nearby or far away, which, however, shows some agreement with Austric and may thus be an old off-shoot of it, which has followed, its own line of development in isolation. We have thus this lke hood that when ths Aryans came, the North Indian plains were inhabited by Dravidians and Austric people."[1]

تاریخی شہادتوں سے پتہ چلتا ہے کہ ہند کے قدیم باشندے نیگرائیڈ اور آسٹرک تھے اور کشمیر کے بارے میں بھی ہمیں یہی ماخذ ملتے ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دراوڑ جو نیگرائیڈ اور آسٹرک کے بعد ہند میں آئے کیا وہ بھی کشمیر میں پہنچے تھے -

اس بات پر سب ہی مؤرخین متفق ہیں کہ نیگرائیڈ اور آسٹرک کے بعد دراوڑ اور ان کے بعد آریہ کشمیر میں وارد ہوئے - دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت کشمیر کی حالت کیا تھی - سید محمود آزاد لکھتے ہیں :

"آریاؤں کی آمد اور دراوڑوں کی پسپائی تک کشمیر کی اس وقت کی صورت حال پر روشنی ڈالنے کے لیے ہمارے پاس جو سب سے قدیم سند ہے، وہ کشمیری مؤرخ پنڈت کلہن کی راج ترنگنی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کشمیر کی اس وسیع جھیل کے آس پاس وہ آریہ آباد ہوئے جو تارک الدنیا ہو کر جنگلوں میں عبادت کی غرض سے جاتے تھے -"[2]

یہ سب تاریخی واقعات انسانی زندگی کی طویل داستانیں ہیں جن کے بارے میں قرآن شریف بھی گواہی دیتا ہے :

"و من آیہ خلق السموت و الارض و اختلاف السنتکم و الوانکم - ان فی ذالک لایت للعالمین -"[3]

ترجمہ : اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا جدا جدا ہونا - اہل دانش کے لیے ان (باتوں) میں (بہت سی) نشانیاں ہیں -

حاصل بحث یہ ہے کہ کشمیر میں بھی وہ سب قومیں بے حد قدیم زمانے سے آباد ہوتی چلی آئی ہیں جو ہند میں وارد ہو کر آباد ہوئی ہیں - ان سب اقوام کی

۱- *Indo-Aryan and Hindi*, by S K. Chatterji. p. 37.

۲- "تاریخ کشمیر"، از سید محمود آزاد، ص ۲۸ -

۳- ۳۰ (الروم) : ۲۲ -

سکونت اور آبادی کی شہادتیں کشمیری تاریخ دانوں اور ہند کے تاریخ دانوں سے ایک ساتھ ملتی ہیں ۔ ہند میں آریاؤں سے قبل جتنی قومیں آباد ہوئیں ، اور ان کی جتنی زبانیں ہمیں ملتی ہیں ان سب زبانوں کو جیسا کہ ڈاکٹر شوکت سبزواری کے متذکرہ حوالے سے عیاں ہے ، ہم تورانی زبانیں کہتے ہیں ۔ ظاہر بات ہے ہم بھی ان آباد کشمیریوں کو جو آریاؤں سے قبل کشمیر میں آباد تھے ، تورانی ہی کہیں گے ۔ کیونکہ ہمارے پاس کشمیری زبان کے یا قدیم ساکنان کشمیر کے بارے میں کوئی واضح ثبوت نہیں ہے کہ ناگ اقوام کا تعلق صرف نیگرائیڈ سے تھا ۔ یا صرف آسٹرک سے ۔ یا وہ لوگ دراوڑ تھے یا ان کے ساتھ آریہ پساچی ہی تھے ۔ تاریخ دانوں نے بیشتر آراء جو پیش کی ہیں وہ قیاس آرائی پر ہی مبنی ہیں ۔

ہمارے سامنے مستند ماہر لسانیات گریرسن کی رائے کو اولیت کا شرف حاصل ہے ۔ وہ اس سلسلے میں اپنی عالمانہ اور محققانہ رائے ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں :

"The country in which the pisaci settled was apparently originally inhabited by the ancestors of present speakers of Brusaski whom they expelled or obeserved."[1]

بروششکی کے بارے جیسا کہ گریرسن نے کہا ہے قدیم لوگ جن کو پساچہ لوگوں نے بے خانماں کر دیا تھا وہ لوگ تھے جن کی اصلی زبان بروششکی تھی ۔ سنیتی کمار چیٹر جی نے اس کی توثیق کی ہے جیسا کہ پچھلی سطور میں ہم نے بیان کیا ہے ۔ ان کے بیان کے مطابق بروششکی کشمیر کے پہاڑی علاقوں میں بولی جانے ولی وہ پہلی زبان ہے جس کی چند نسلی خصوصیات آسٹرک سے ملتی ہیں ۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ آسٹرک سے مل کر اس زبان کا خمیر اٹھا ہے ۔

اس سارے علاقے میں جہاں پساچہ زبانیں بولی جاتی ہیں یعنی گلگت ، ہنزہ نگر وغیرہ میں کوئی دو ہزار قبل مسیح ایک زبان بولی جاتی تھی جس کو بروششکی کہتے تھے ۔ ان قدیم پساچی زبانوں کا اختلاط ان ناگ یا تورانی لوگوں کے ساتھ ہوا جن کو ہم پساچی کہتے ہیں اور جب آٹھویں اور دسویں صدی قبل مسیح کے درمیان برہمن پاکستان سے کشمیر کے میدانی علاقوں داخل ہو گئے تو قدیم پساچہ لوگ شمال کی جانب دھکیلے گئے اور جدید پساچی حملہ آوروں کی زبان کے اثرات سے وجود میں آئی ۔ جس کی اساس بروششکی پر قائم ہوئی ۔ ہمیں گریرسن اور چیٹرجی کے بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ جن لوگوں کو پساچہ لوگوں نے مار بھگایا وہ بروششکی بولنے والے تھے اور پساچہ لوگ ایشیائی آریاؤں شاخ سے تعلق رکھتے تھے ۔ ایشیائی آریہ کی تین شاخیں ہیں ۔ یعنی انڈو آرائی اور ایرانی آریہ کے دو عظیم

۱۔ *The Plasaca Languages of North-Western India,* by George Grierson, p. 4.

گروہ کے علاوہ اس کا ایک چھوٹا گروہ پساچہ گروہ کے نام سے مشہور ہے جس کے بارے میں ماہر لسانیات سنیتی کمار چیٹر جی لکھتے ہیں :

"A third group of Aryans sought homes in the black and in-hospitable mountain regions, east-south of Hindukush. It is thought, they parted company with the rest before the split had accured among the Indo-Iranians leading to their bifurcation into Indo-Arayans and Iranians. The speech of this third group now represented by the pisacha dialects, hold an inter-mediate position, between Iranian and Indian speakers, pcopled in Kash-mir."[1]

یہ حقیقت کہ پساچہ زبان ایشیائی آریاؤں کی تیسری شاخ ہے سب ہی مشہور ماہرین لسانیات گریرسن ، جان بیمز اور سنیتی کمار چیٹر جی تسلیم کرتے ہیں - پس پساچہ لوگوں کی زبان کا اختلاط کب ہوا اور یہ لوگ کس صدی میں کشمیر میں وارد ہوئے تھے اس کے بارے میں ڈاکٹر ناموس فرماتے ہیں :

"آریہ لوگوں قافلے بارہویں اور دسویں صدی قبل مسیح کے درمیان دریائے سندھ کے کنارے کنارے اوپر چڑھے اور علاقہ شنا کی میں داخل ہوئے - ان وحشی لوگوں کو مغلوب کیا اور خود اپنی آبادیاں قائم کیں - یہ آریہ لوگ شین تھے جو اپنی آریائی زبان ساتھ لائے تھے جو ویدوں کی تحریر کی ایک شکل تھی اور آریائی زبان سے بہت ملتی تھی - یہاں کے قدیم وحشی باشندوں سے ان کا اختلاط ہوا اور ایک مرکب زبان وجود میں آئی - اس نئی زبان میں بعض عناصر قدیم تورانی زبان سے شامل ہوئے - خاص طور پر ڈنسونینٹ اور ، واول اوول اور کچھ ذخیرۂ الفاظ وغیرہ بھی - مگر زبان کی اصل اساس وہی آریائی زبان رہی - اس اصل تورانی زبان کی ایک بیٹی ہنزہ میں اپنی جدید شکل میں مروج ہے - اس مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ بہت سی تبدیلیاں ہو چکی ہیں مگر اس کی بنیاد وہی قدیم تورانی زبان ہے اور یہ زبان بروششکی کہلاتی ہے -"[2]

ڈاکٹر ناموس کا مطلب واضح ہے کہ بروششکی اس علاقے کی ایک قدیم زبان ہے جس کی اساس پر پساچہ زبان یعنی قدیم ایرانی آرین بھائیوں کی زبان قائم ہوئی اور یہی مخلوط زبان جسے ہم پساچہ قدیم کہیں گے ، آٹھویں صدی قبل مسیح میں

۱- *Origin and Development of the Bengali Language*, by Suniti Kumar Chattergi, p. 25.

۲- "گلگت اور شنا زبان" ، از ڈاکٹر شجاع ناموس ، ص ۱۱۱ -

کشمیر میں وارد ہونے والے آریاؤں کے ساتھ مل گئی تو پساچہ جدید کہلانے لگی جس کے بارے میں آگے ڈاکٹر ناموس یوں وضاحت کرتے ہیں :

''وادی' جہلم کے راستے آٹھویں صدی قبل مسیح میں برہمن آریہ لوگوں کے نئے قافلے آنے شروع ہوئے۔ انھوں نے دسویں اور آٹھویں صدی قبل مسیح کے دوران ان پساچہ لوگوں کو جو کشمیر میں آباد تھے ، شمال کی طرف دھکیل دیا اور کشمیر کے خطے میں اپنا قبضہ جما لیا مگر قدیم لوگوں کی زبان نے ان حملہ آور آریاؤں کی زبان پر اثر ڈالا اور موجودہ پساچہ جسے ہم آگے چل کر کشمیری زبان کہہ سکتے ہیں ، معرض وجود میں آئی - آٹھویں صدی قبل مسیح کے قریب جو آریہ قافلے پنجاب کے میدانوں میں داخل ہوئے وہ ایک زبان بولتے تھے جو موجودہ پنجابی ، ہندی اور سندھی کی ماں تھی - ان سب زبانوں نے اپنے لیے چند عناصر اس اصل اساسی مروجہ پساچہ زبان سے منتخب کر کے ان کو رواج دیا - اس طرح سے یہ زبانیں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئیں - یہی اصل اساسی مروجہ پساچہ زبان وہ آریہ لوگ بولتے تھے جو پنجاب کے راستے جہلم میں سے گزر کر کشمیر میں داخل ہوئے۔ انھوں نے اپنی زبان کی گراماٹی خصوصیات پساچہ بولنے والوں کو دے دیں - ان کے ساتھ گھل مل گئے اور اس طرح موجودہ کشمیری وجود میں آئی -''[1]

موجودہ کشمیری سے ڈاکٹر ناموس کی مراد ہے وہ کشمیری زبان جس کی اساس پر موجودہ کشمیری زبان کی تشکیل ہوئی ہے - یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ کشمیری زبان کی اساس بروشسکی زبان پر قائم ہوئی ہے جو قدیم ناگ لوگوں کی زبان تھی - یہ روایت کہ کشمیری زبان کی اساس دراوڑی زبان پر قائم کی گئی ہے ، کسی بھی اہمیت کی حامل نہیں اور نہ ہی کوئی تواریخی شواہد ہمیں اس سلسلے میں ملے ہیں - ہاں بروشسکی بولنے والوں کے ساتھ ۱۰۰۰ قبل مسیح سے لے کر ۱۵۰۰ قبل مسیح تک جن ویدک آریہ لوگوں کا اختلاط ہوا چونکہ وہ دونوں قومیں غیر مہذب تھیں - لہٰذا ان کے میل ملاپ سے یعنی بروشسکی اور پساچہ آریوں سے ایک مخلوط زبان اس وقت کی تیار ہوئی جسے ہم قدیم پساچہ کہیں گے اور جب پساچوں کی اس زبان کا آٹھویں صدی کے برہمن آریاؤں سے رابطہ اور میل ملاپ بڑھ گیا تو ایک نئی زبان جدید پساچہ وجود میں آئی - قدیم پساچہ لوگ اب کشمیر کی وادی سے بھگائے گئے اور دریائے جہلم کے آر پار مظفر آباد ، بارہ مولہ ، شیری ، کھاد نیار ، کانٹھ، ملہ ناربراؤ ، بابا ریشی ، سوپور ، ہندواڑہ ، پٹن ، نارہ بل ، بانڈی

۱- ''گلگت اور شنا زبان'' ، از ڈاکٹر شجاع ناموس ، ص ۱۱۲ -

پورہ ، سرینگر ، بڑگام ، اسلام آباد وغیرہ علاقوں میں لوگ آباد ہوئے۔

ان آبادیوں کے لوگ ایک نئی زبان بولنے لگے جس کا کچھ ڈھانچہ قدیم پساچہ کا تھا مگر افعال ، اسماء ، ذخیرہ الفاظ سنسکرت زبان کے تھے۔ جدید پساچہ سے میری مراد وہ زبان ہے جو صرف کشمیر کی وادی میں بولی جانے لگی اور سنسکرت سے جس زبان نے اپنے حسن اور لباس کو آراستہ و پیراستہ کیا تھا اور قدیم پساچہ مراد شینا کھووار اور کافری زبانوں سے ہے جن میں بروشسکی زبان کے اثرات زیادہ تھے اور اسی کو اوڑھنا بچھونا بنایا اور تورانی زبان کا اب بھی زیادہ سے زیادہ اثر ان زبانوں پر ہے۔

ماہرین لسانیات جن میں سے بیشتر یورپی محققین ہیں ، کی یہی رائے ہے کہ کشمیری زبان ہند ایرانی خاندان کی یادگار ہے اس گروپ کی تین ابتدائی شاخوں میں ایک پساچہ ہے۔ پھر پساچہ زبان کی تین اور شاخیں ہیں جن میں ایک شینا ہے۔ ان یورپی محققین نے شینا سے ہی کشمیری زبان کی آفرینش بتلائی ہے۔ حالات اس زبان کے جو بھی بدلے مگر یہ بات روز روشن کی طرح درخشاں ہے کہ بروشسکی ہی سے اس زبان کی ابتداء ہوئی ہے۔ اور ہنزہ اور کاشغر کی طرف رخ کرنے کی بجائے کشمیر کی طرف اس زبان نے اپنا رخ کیا جہاں اس کو آج سے دو ہزار سال قبل کے وہ ماخذ مل گئے جہاں بہت سی شمالی ہندوستانی زبانوں کی ابتدا ہوئی یا ان کے ماخذ نکلتے ہیں۔ یہ ماخذ سنسکرت زبان ہے۔ اس سلسلے میں کشمیر کے ماہر لسانیات پروفیسر محی الدین حاجنی فرماتے ہیں :

''دیسی زانن والین ہندونن چھ زہ کشیرہ یا ست کھاد نیار وتھ نیرتہ زمین آب تلہ موکلاں گیہ تھہ اورہ یورہ ین گژھن لگ تھہ ، گوڑہ گوڑہ لٹکہ پتہ ناگ قبلیگ لوک بسنہ یمن بننن کیا ہتام زبان اس۔ کشئیرہ ہندین آپاری پاری ہمسایہ ملکن ہندہ جاوہ ساتھ لوکہ ویزہ ویزہ ناگن ہنزہ زبانئی پوچرینہ تھہ یوتام یتھے۔ کنہ کرنام سوریا عہدس منز سنسکرت زبان کئیر واژ۔ یوس اکھ علمی زبان اس۔ تہ آمکہ لفظ نئگہ پراکرتی شکلہ تمہ زبانچہ مقامی زبان منز شرپان۔ یمک ثبوت و نہ تھہ چھ کنھہ کنھہ لفظس منز موجود۔''

ترجمہ : اہل زبان کے بیان کے مطابق کشمیر میں کھاد نیار کے مقام سے جب پانی کا اخراج شروع ہوا اور آبادی شروع ہوئی تو آمدورفت کا سلسلہ بڑھ گیا ابتدا میں بالائی علاقوں میں یہاں ناگ لوگ آباد تھے۔ اس قبیلہ کے لوگ اپنی ایک خاص زبان بولتے تھے۔ آہستہ آہستہ پاس پڑوس کے باشندوں کی آمد و رفت سے ناگ قبیلہ کے لوگوں کی زبان متاثر ہوئے بغیر نہ رہی۔ سوریا عہد میں سنسکرت زبان نے کشمیر میں باضابطہ پڑاؤ ڈالا۔ چونکہ یہ عالموں کی زبان

تھی اس لیے اس کے الفاظ فقط پراکرت کی شکل میں اس وقت کی مروجہ دیسی زبان میں کھپنے لگے ۔ جس کا ثبوت اب بھی کسی کسی لفظ کے کے اندر موجود ہے ۔ مثلاً

سنسکرت	پراکرت	کشمیری
اشتہ	اٹھ	اٹھ
اتھان	اتھا	وتھن
مدہیہ	مجھ	منزہ
پٹھن	پڑن	پرن

سنسکرتس مقابلہ سٹھاہ کمزور آسنہ سببہ رود اتھ دوہہ دسہ چار ژ ھالڈنس کسن بے۔''۱

ترجمہ : سنسکرت کی تنگدامنی کی وجہ سے یہ دیسی زبان دوسری زبانوں کے سامنے روز بروز اپنا دامن پھیلاتی رہی ۔

اتنی طویل بحث کے نتیجے میں ہم نے یہ اخذ کیا ہے کہ کشمیر کے ابتدائی لوگ ناگ تھے جن کی ابتدائی زبان بروشسکی تھی اور پساچہ لوگوں کی زبان سے قدیم پساچہ معرض وجود میں آئی ۔ یہ زبان وادی کشمیر کے پہاڑی سلسلوں میں بولی جاتی تھی ۔ آٹھویں صدی قبل مسیح میں آریہ جہلم کے کنارے کنارے آباد ہونے لگے تو قدیم پساچہ اور جدید آریاؤں کے ملاپ سے نئی زبان وجود میں آئی ۔ یہ وادی کی زبان تھی جسے جدید پساچہ زبان کہیں گے ۔ یہی کشمیری زبان تھی۔ یہ جہلم کے آرا پار کشمیر میں بولی جانے لگی ۔ ہمیں اس زبان کا روپ یا اس کا تحریری ثبوت نہیں ملا ہے لہذا جس دور میں ہمیں اس کی تحریری دستاویزات ملی کے ہم اسی دور کو قدیم کشمیری زبان کہیں گے کیونکہ بحث کشمیر سے اور کشمیریوں کی زبان سے ہے جس کو ہم کو شر کہیں گے ۔ لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ جب یہ ژبان ادبی زبان بنی تو لگ بھگ دسویں صدی عیسوی کازمانہ تھا ۔ ابتدا میں دیدا رانی کے چند فرمانوں سے ہم اس زبان سے واقف ہوئے ہیں اور پھر شتی کنٹھ کی (سہائے پرکاش) سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کشمیری زبان جس میں لکھت پڑھت ہو سکتی تھی وہی زبان ہے جو شتی کنٹھ کی تصنیف ''مہانئے پرکاش'' سروگوچر دیش کہلاتی تھی زمانہ جس میں شتی کنٹھ ، للہ عارفہ ، شیخ نور دین ولی گزرے ہیں کشمیر ادب و شاعری کا ابتدائی زمانہ تھا جس کی تصدیق کشمیر کے ماہر لسانیات عبدالاحد آزاد اور حاجنی بھی کرتے ہیں ۔ حاجنی صاحب کی تحقیق سے ہماری رائے مستحکم ہوتی ہے کہ آٹھویں صدی قبل مسیح کے بعد برہمن کشمیر میں آباد ہوئے اور سنسکرت

۱۔ ''کانشر'' ، از پروفیسر محی الدین حاجنی ، ص ۳ ۔

پراکرت کی شکل میں مقامی زبان میں مل گئی - اس کے بعد یہودی حملہ آور ہوئے تو عبرانی زبان کا اثر ہوا اور جب بدھ مت کا دور دورہ ہوا تو پالی اور وسطی ایشیائی زبانوں نے اپنا اثر ڈالا - راجہ انتی ورمن کے زمانے میں واسی دیو گپتا نے شیومت کے فلسفے کا محل تعمیر کیا جس سے دسویں صدی تک سنسکرت عالموں کا ستارہ ہی چمکتا رہا کشمیری زبان پھر کوئی ترقی نہ کر سکی لیکن لوہر خاندان کے دور میں دوبارہ قدیم پساچہ زبانوں کے اثرات بدرجہٗ اتم اس میں مل گئے - اس دور میں کشمیری زبان اپ بھرمشی دور سے گزر کر باضابطہ اپنا مقام حاصل کر چکی تھی - اس کے ڈیڑھ سو سال بعد شتی کنٹھ نے اپنا فلسفہ شیومت ''مہانے پرکاش'' کتاب میں لکھا تھا - اگرچہ اس کا کشمیری حصہ نہیں ملا ہے لیکن گہرے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ اس وقت کی کشمیری زبان کا نام جو باضابطہ عام لوگوں کی زبان بن چکی تھی تھی ''سرو گوچردیش بھاشا'' تھا - اس کی تصدیق گریرسن کی تحقیق سے بھی ہوتی ہے اور پھر پروفیسر محی الدین حاجنی بھی اس بات پر متفق ہیں - وہ لکھتے ہیں :

''ونہہ 'چھ یوان زہ شتی کنٹھن اوس امہ چہ زبان سرو گوچردیش بھاشا یعنی عام فہم زبان تھرومت ، عامچ زبان نے ونوس تو تہہ چھ اتھ کن نظر کرت باساں زہ از برونٹھ ست اٹھ شت وری یس کوشر کشیر اندر اوسی تتھ اندراس قریباً تھرئم حصہ لفظ سنسکرتک تہہ اثر رود برونہکن تہہ مول دت کأشر زبان آس امہ زمانہ پراکرتی عہدہ برونہہ وارپاہ درامشرہ لبلہ قریب قریب اپ بھرمشی چھاوت تہہ موکیامژ - شتی کنٹھن ''مہانے پرکاش'' کتاب ہند گوڑہ نک زہ شعر چھ :

دیوت اک کـشی پرہ راجہ جگ گس مرو بیرو بکھیت
تنتـہ شت کامک نیراجہ شعـہ دانیٗ آشے تکھیت
اکثلی چھوت ویاپک بودھاون
کلـہ گت اہلی شت گمـون

اتھ زبان آسن کم از کم زوہتھ وری لئکمتی سہ رنگ رٹان یس اسہ ژود اہمہ صدی منزللہ واکھن اندر چھو لبنہ ایوان -''[1]

ترجمہ : شتی کنٹھ نے اس زبان کا نام ''سروگوچردیش بھاشا'' یعنی ''عام فہم زبان'' رکھا تھا - اگر اس زبان کو عام کی زبان نہ بھی کہا جائے پھر بھی اس زبان کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کشمیری زبان جو آج سے سات آٹھ سو سال قبل مروج تھی - اس زبان میں پچھہتر فی صد الفاظ سنسکرت زبان

۱- ''کأشر شاعری'' ، از پروفیسر محی الدین حاجنی ، ص ۷ -

کے تھے اور اس زبان کا اثر روز افزوں بڑھتا ہی گیا ۔ کشمیری زبان اس زمانے میں پراکرتی دور سے نجات حاصل کر چکی تھی ۔ حتیٰ کہ اپ بھرمشی درو کا روپ سدھار کر بھی آگے بڑھ چکی تھی ، شتی کنٹھ کی ''مہانے پرکاش'' کے ود شعر ملاحظہ ہوں :

دیوت اک کشی پرہ راجہ جگ گس مرد ہیرو بکھیت
قنتہ شت گامک نیراجہ شمہ دائی آشے تکھیت
اکثلی چھوت دیاپک بود پاون
گلہ گت اہلی شت گمون

''اس زبان کو کم از کم دو سو سال وہ رنگ و روپ دھارنے میں لگے ہوں گے جس کا عکس چودہویں صدی کے دوران ہمیں لکہ عارفہ کے کلام میں نظر آتا ہے ۔

متذکرہ بیان اور دلائل کے تحت ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ دیدہ رانی کے وقت میں کشمیری زبان بول چال کی صورت میں آئی تھی ۔ ''دیدہ رانی'' یہ زمانہ ۹۸۰ع/ ۱۰۰۳ع کا زمانہ ہے ۔ کلھن پنڈت بھی ''راج ترنگنی'' کے حوالوں سے اس کے زمانے کے چند فرمان جو کشمیری زبان میں تھے پیش کرتے ہیں ۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کشمیری زبان مکمل تحریری زبان اس زمانے میں بن گئی تھی مگر اس کے دو سو سال بعد پنڈت کاھن کی ''راج ترنگنی'' میں فقط یہ تین جملے ملتے ہیں :
''(۱) سرانہ پٹ نہ چھوی نا ۔ (۲) رنگس ہیول ونو ۔ (۳) برش دیو ہیو''۱ ۔
راج ترنگنی کی تصنیف ۱۱۶۹ع ہے ۔

''راج ترنگنی'' بارھویں صدی میں لکھی گئی ۔ اس کے تقریباً دو سو سال بعد شتی کنٹھ کی تصنیف ''مہانے پرکاش'' ہمیں مل گئی جس میں کشمیری زبان کے چند اشعار ملتے ہیں جس کا ہم نے پہلے ہی تذکرہ کیا ہے ۔ یہی قدیم شاعری کی وہ زبان ہے جسے میں قدیم کشمیری زبان کہوں گا اور اسی سے کشمیری زبان کا کچھ پتہ چلتا ہے ۔ یہ باضابطہ ایک تصنیف بھی ہے جس کے بارے میں عبدالاحد آزاد لکھتے ہیں :

''قدیم کشمیری ادب میں سے ''للہ واکھیہ'' اور کلام شیخ نور الدین'' اور ''مہانے پرکاش'' مصنفہ مہاتما شتی کنٹھ کے بغیر کچھ بھی دستیاب نہیں ہوتا ۔ یہ تصانیف اس زمانے کی پیداوار ہیں جب کشمیر کے ادب اور سماج پر

---

۱ ۔ ''راج ترنگنی'' ، از کلھن ، ترنگ نمبر ۵ ، شلوک نمبر ۳۹۸ ۔